www.emarsiya.com

مرثیہ ۱۱ ★

آمد ہے کربلا میں شہِ دیں پناہ کی

۱
آمد ہے کربلا میں شہِ دیں پناہ کی
تجویز کر رہے ہیں ملک خیمہ گاہ کی
سُن کر خبر ورودِ شہِ کم سپاہ کی
ذرّوں نے مُسکرا کے فلک پر نگاہ کی
جنگل میں دن کو روشنیِ طور ہو گئی
کوسوں زمین حسن سے معمور ہو گئی

۲
اے ارضِ کربلائے معلّٰی خوشا نصیب
کس نے جہاں میں پائے ہیں ایسے رسا نصیب
کعبہ کو رشک ہے کہ ملے تجھ کو کیا نصیب
آتا ہے بادشاہِ اُمم حبذا نصیب
خوش ہو ہوائے فصلِ بہاری قریب ہے
فرزندِ فاطمہ کی سواری قریب ہے

۳
اُترے گا اس زمیں پہ وہ مختارِ کائنات
ذی جاہ و ذی کرامت و خوش خلق و خوش صفات
سر دفترِ نجات ہے سرمایۂ حیات
قرآں میں جس کا وصف کرے ربِّ پاک ذات
مالک ترا حبیبِ خدا کا حبیب ہے
آمد لگی ہوئی ہے سواری قریب ہے

۴
دریا میں شور ہے کہ بلا گوہرِ غریب
زہراؑ کے لال کے ہیں فدا ہوں خوشا نصیب
یہ دھوپ دشت و کوہ کی یہ موسمِ عجیب
ابرِ کرم نہیں تو نہ ہو میں تو ہوں قریب
گل بھی کھلے ہیں دشت میں بادِ صبا بھی ہے
سبزہ بھی ہے فضا بھی ہے ٹھنڈی ہوا بھی ہے

۵
ہے ارضِ کربلائے معلّٰی کا یہ کلام
عرش احتشام ہو گئی میں اے فلک مقام
ادنیٰ پہ یہ کرم یہ توجہ یہ فیضِ عام
اب ہو گا اس زمیں پہ ملائک کا اہتمام
مجھ پر قدم ہوں راکبِ دوشِ رسولؐ کے
غنچے یہاں کھلیں گے ریاضِ بتولؑ کے

۶
آتا ہے لشکرِ شہِ دیں کرّ و فر کے ساتھ
اقبال بھی جلو میں ہے فتح و ظفر کے ساتھ
گو ہے قلیل فوج شہِ بحر و بر کے ساتھ
رستم کے ہوش اُڑتے ہیں لیکن نظر کے ساتھ
اشتر جلو میں آئے ہیں تازی بھی ساتھ ہیں
جرّار بھی جری بھی نمازی بھی ساتھ ہیں

۷
پہنچے جو کربلا میں امامِ فلک مقام
دیکھا فلک کو یاس سے اور روک لی لگام
رُخ پھیر کر یہ پھر سوئے لشکر کیا کلام
شکرِ خدا کرو کہ سفر ہو گیا تمام
اُترو مسافرو کہ اُترنے کی جا یہ ہے
خُلدِ بریں وہ سامنے ہے کربلا یہ ہے

www.emarsiya.com

۸

بچپن سے جستجو مجھے اس سرزمیں کی تھی
خاک اس زمینِ پاک کی اربابِ دیں کی تھی
بالفرض گو کہ اپنی ولادت کہیں کی تھی
پر اب ہوا ثبوت کہ مٹی یہیں کی تھی
کیا کیا شرف نہ ہوں گے عیاں یاں کی خاک سے
سمرن بنے گی نور کی اس خاکِ پاک سے

۹

فرما کے یہ فرس سے جو اُترے شہِ اُمم
کس فخر سے زمیں نے بڑھ کے لیے قدم
ذرّوں نے دی صدا یہ چمک کر زہے قدم
مہرِ فلک سے رتبہ میں بالا ہیں آج ہم
کیا کیا طلوعِ نیّرِ دیں سے شرف ملے
اللہ رے آبرو کہ یہ دُرِّ نجف ملے

۱۰

اُترے جو یال تھام کے سلطانِ بحر و بر
روشن ہوئے جمالِ مبارک سے دشت و در
فرمایا یہ پسر سے سوئے نہر دیکھ کر
دیکھو تو پیارے حضرتِ عباسؑ ہیں کدھر
کی عرض اس جری سے یہ اک ذی شعور نے
چلیے کہ جلد یاد کیا ہے حضورؑ نے

۱۱

آیا قریب نیّرِ دیں جب وہ رشکِ ماہ
بولے یہ مسکرا کے شہِ عرش بارگاہ
ہم دیر سے کھڑے ہوئے یاں دیکھتے ہیں راہ
بھیّا ابھی سے چھوڑ دیا ساتھ واہ واہ
خیمے بپا ہوں حکمِ جنابِ امیرؑ سے
وعدہ یہیں ہے مرنے کا ربِّ قدیر سے

۱۲

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے حیدرؑ کا لالہ فام
منظور ہے حضور کو کب تک یہاں مقام
کیا اس زمیں کو کہتے ہیں یا سیدِ انام
شاید ہے کربلائے معلّیٰ اسی کا نام
گر ہے وہی جگہ تو اترنا نہ چاہیے
سہواً بھی اس زمیں پہ ٹھہرنا نہ چاہیے

۱۳

آتی ہے آبِ نہر سے مولا لہو کی بو
دریا کو دیکھیے تو کہ پانی ہے یا لہو
دیکھا نہ تھا غلام نے یہ رنگِ آبِ جو
وحشت برس رہی ہے عجب ہے مقامِ ہو
فریادیں حباب کے دل سے نکلتی ہیں
لہریں نہیں ہیں نہر پہ تلواریں چلتی ہیں

۱۴

ساحل پہ سر پٹکتی ہیں موجیں بچشمِ نم
اک اک حباب پھوٹ کے روتا ہے دمبدم
نعرہ کناں ہیں مردمِ آبی بدرد و غم
شاید کسی ولی پہ ہوئے ہیں یہاں ستم
ہر شے ہے صرف نالہ و فریاد و آہ میں
پیاسا یہاں مرے گا کوئی حق کی راہ میں

۱۵

دریا میں شور کیسا ہے اے شاہِ بحر و بر
ساحل پہ خاک اڑتی ہے اللہ کس قدر
بے وجہ بے قرار نہیں مچھلیاں مگر
طوفاں اٹھے گا نوحؑ کا نہرِ فرات پر
بدعت مسافروں پہ اگر ہو عجب نہیں
میں سچ کہوں حضورؑ یہ غم بے سبب نہیں

www.emarsiya.com

۱۶

گزرے سفر میں پانچ مہینے امامؑ پر
تکلیف وہ اٹھائی کہ اب زندگی ہے زہر
صد شکر اس مقام پہ آئے بہ جبر و قہر
جن کے بلائے آتے ہیں کس جا ہے ان کا شہر
خیمہ وہیں کریں جو یہاں سے قریب ہو
مدت کے بعد آج تو راحت نصیب ہو

۱۷

وہ لوگ کس دیار کے ہیں یا شہِ انام
کوفہ کے سب رئیس ہیں یا ساکنانِ شام
کیا اپنے گھر میں کرتے ہیں دعوت کا اہتمام
اب تک تو کچھ ظہور میں آیا نہ اے امام
حالِ سفر عیاں ہوا ساری خدائی کو
آیا حضور کی نہ کوئی پیشوائی کو

۱۸

بھائی کے رُخ کو دیکھ کے بولے امامِ دیں
اس جا سے اب قدم نہ اٹھائیں گے ہم کہیں
کھل جائے گا یہ حال سب اے میرے مہ جبیں
مہماں ہوئے ہیں جن کے سب آئیں گے وہیں
آئیں گے جب وہ لوگ تو دعوت بھی ہوئے گی
ایذا اٹھا چکیں گے تو راحت بھی ہوئے گی

۱۹

خیمہ بپا تو کیجے نہ مخفی رہے گا حال
کثرت سے ظالموں کی گزر ہو گا یاں محال
کوسوں نہ جائے گی نظرِ طائرِ خیال
آئے گا آفتابِ امامت پہ یاں زوال
اوّل فساد آپ سے ہو گا نزاع پر
نرغہ تمام فوج کا پھر ہو گا بھائی پر

۲۰

خیمہ اتارو اونٹوں سے اے میرے لالہ فام
دریا پہ مصلحت ہو تو برپا کرو خیام
پیچھے ادب سے ہٹ کے غضنفر نے چند گام
آئینِ خسروی سے مؤدب کیا سلام
اور عرض کی خدا و پیمبر کفیل ہوں
حضرت کے دوست شاد ہوں دشمن ذلیل ہوں

۲۱

کرسی نشینِ عرش ہوا واں پہ جلوہ گر
دریا پہ آئے حضرت عباسؑ نامور
فراش دست بستہ کھڑے تھے جھکائے سر
فرمایا جلد لاؤ قناتیں اتار کر
کوسوں یہاں سے سب خس و خاشاک دور ہو
اِستادہ بارگاہِ امامِ غیور ہو

۲۲

مصروفِ اہتمام ہوئے سب جوان و پیر
خود مستعد ہوا پسرِ شاہِ قلعہ گیر
کھولی جو بارگاہ خدیوِ فلک سریر
شمسہ کو دیکھنے لگا جھک کر مہِ منیر
دیکھا جو مہر و مہ کو فلک پہ تو ماند تھے
واں دو تھے بارگہ میں یہاں پانچ چاند تھے

۲۳

تھے صرفِ انتظام ادھر ناصرانِ دیں
جو آئے کھیلتے ہوئے زینبؑ کے نازنیں
مسلمؑ کے دونوں لال تھے شبّرؑ کا مہ جبیں
آپس میں درخشاں تھے یہ وہ گوہرِ ثمیں
رتبہ میں یہ زمین فلک سے بلند ہے
بھیّا ہمیں مقام یہ دل سے پسند ہے

www.emarsiya.com

۲۴

قدرت کا کبریا کے تماشا تو دیکھیے
یہ گل یہ سبزہ زار یہ صحرا تو دیکھیے
میدانِ کربلائے معلّٰی تو دیکھیے
سب یک طرف روانیِ دریا تو دیکھیے
پانی پئیں گے نہر سے منہ ہاتھ دھوئیں گے
جاگے بہت ہیں پاؤں کو پھیلا کے سوئیں گے

۲۵

اکبرؑ ٹہل رہے تھے کسی جا بہ کرّ و فر
تلوار ڈاب میں تھی پڑی پشت پر سپر
مصروفِ سیرِ دشت تھے مسلمؑ کے بھی پسر
جوں گل شگفتہ پھرتے تھے قاسمؑ ادھر اُدھر
جنگل میں دے رہا تھا ہوا کوئی سکینہؑ کو
دامن سے کوئی پونچھ رہا تھا پسینہ کو

۲۶

چو رنگ کاٹتا تھا کوئی تیغ کا دھنی
دکھلا رہا تھا اک ہنرِ ناوک افگنی
کرتا تھا پہلواں کوئی زورِ تہمتنی
چمکا رہا تھا کوئی جواں نیزہ کی انی
میداں میں پھیرتا تھا کوئی رہوار کو
آہو کی فکر تھی کسی ضیغم شکار کو

۲۷

سبزہ سے لہلہا رہا تھا وادیِ نبرد
گل جا بجا کھلے ہوئے تھے سرخ و سبز و زرد
چہرے تھے گلرخوں کے شگفتہ برنگِ ورد
گھوڑے بھی ہنہناتے تھے کھا کر ہوائے سرد
وہ کلغیاں لگی تھیں سروں پر کہ تاج تھے
صرصر سے تیز و تند تھے نازک مزاج تھے

۲۸

برپا نہ ہو چکے تھے خیامِ فلک سریر
حاضر ہوا جو سامنے پیکِ صبا نظیر
قدموں کو چوم کر کہا اے کُل کے دستگیر
آتا ہے اس نواح میں اک لشکرِ کثیر
اک اک جواں محیطِ وغا کا نہنگ ہے
آمد سے یہ عیاں ہے کہ سامانِ جنگ ہے

۲۹

اک شور ہے کہ جلد بڑھائے قدم چلو
پیکِ صبا کی طرح سے ہاں تیز دم چلو
ہاتھوں میں تولتے ہوئے تیغِ دودم چلو
باندھے ہوئے صفوں سے صفوں کو بہم چلو
جرّار کو جری کو بہادر کو ٹوک لو
شیروں سے گھاٹ چھین لو دریا کو روک لو

۳۰

یہ ذکر تھا کہ دشت میں پیدا ہوا غبار
راہی ہوئے خبر کے لیے یاں سے دو سوار
تکنے لگے اُدھر کو جوانانِ ذی وقار
اور ہوشیار باش کی کرنے لگے پکار
پیدل سنبھل سنبھل کے کمر باندھنے لگے
اسوار اُٹھ کے تیغ و سپر باندھنے لگے

۳۱

سب مل کے ایک جا ہوئے حیدرؑ کے شیر نر
گھوڑے اڑا اڑا کے سواروں نے دی خبر
ہشیار گھاٹ سے کہ ہے لشکر کا رُخ ادھر
یہ سُن کے لڑ گئی ادھر اک ایک کی نظر
سب مسندِ جہاد پہ چھوٹے بڑے ہوئے
بیٹھے جو تھے تھکے ہوئے سب اٹھ کھڑے ہوئے

www.emarsiya.com

۳۲

جب ہر طرف ہوا سے ہُوا دشت کا غبار
مور و ملخ کی طرح سے پیدا ہوتے سوار
پہنچے قریب نہر جو آکر جفا شعار
بس جم گئے پرے سے پرے باندھ کر قطار
آتے ہی سرکشی پہ جفا کار تُل گئے
ابرِ سیاہ میں علمِ فوج کُھل گئے

۳۳

سردار نے یہ فوج سے بڑھ کر کیا کلام
تم کون ہو جو نہر پہ اترے بتاؤ نام
دریا سے کیا غرض ہے ترائی سے کیا ہے کام
بس خیر ہے اسی میں کہ جلدی اٹھیں خیام
خیمہ اٹھاؤ جاؤ نکلنے کی راہ دی
دو چار روز قتل سے تم کو پناہ دی

۳۴

کس نے کہا تھا نہر پہ خیمہ بپا کرو
سر کو تلاشِ دشت میں رہنے کی جا کرو
منظور شر نہیں ہے تو بستر جدا کرو
احمدؐ کے رشتہ دار اگر ہو ہُوا کرو
غیر از یزید اور کو ہم جانتے نہیں
بندہ ہیں پر خدا کو بھی پہچانتے نہیں

۳۵

یہ انحراف حکم سے حاکم کے یہ غرور
اترے قریب نہر جو سمجھے تھے ہم کو دُور
دریا سے چاہیے ہے کنارا کرو ضرور
حاکم کی سلطنت میں تمھیں سے تو ہے فتور
گر دیر کی تو تیغوں سے رکھ دیں گے کاٹ کے
ہم دس ہزار لوگ نگہباں ہیں گھاٹ کے

۳۶

تھرا گئے یہ سنتے ہی عباسؑ نامدار
فرمایا بس زبان کو روک او زبوں شعار
کس کی مجال ہے جو کرے ہم سے کارزار
لاکھوں کی اصل کچھ نہیں ہو تم تو دس ہزار
بگڑیں گے ہم تو پاؤں جمیں گے نہ کھیت میں
سر لوٹتے پھریں گے ترائی کی ریت میں

۳۷

دریا سے تم ہٹاؤ گے ہم کو خدا کی شان
کیا دل ہے کیا مجال ہے کیا منھ ہے کیا زبان
مانندِ کوہ گڑ کے اکھڑتے نہیں نشان
جاتی نہیں ہے مر کے بھی شیروں کی آن بان
افواجِ کیں سے ہم سے کہاں رن پڑے نہیں
کس جا نشانِ فتح ہمارے گڑے نہیں

۳۸

اترے لبِ فرات جو آکر بجا کیا
اچھا کیا جو نہر پہ خیمہ بپا کیا
مختار بر و بحر تھے جو کچھ کہا کیا
بے جا بھی تھا تو یونہی سہی اب بجا کیا
دیتے ہیں جان شیر جب آتے ہیں بات پر
بس گڑ چکا نشان ہمارا فرات پر

۳۹

گل دس ہزار پر یہ تکبر ہے یہ غرور
ہم سے وغا طلب ہوئے آکر زہے شعور
کیوں ہم سے بندوبست میں حاکم کے ہے فتور
بس خیر ہے اسی میں کہ ہو سامنے سے دُور
بڑھتے ہیں پاؤں سر ابھی رکھ دیں گے کاٹ کے
لو تیغ میاں سے جو نگہباں ہو گھاٹ کے

www.emarsiya.com

۴۰

گونجا یہ کہہ کے شیرِ نیستانِ حیدری
ہیبت سے کانپنے لگا خورشید خاوری
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے جو آگے بڑھا جری
دکھلا دیا سبھوں کو جلالِ غضنفری
اللہ رے رعب تیغ ابھی تھی میان میں
دیکھا جو ڈر سے جان نہ تھی ان کی جان میں

۴۱

نعرہ کیا کہ کانپ گیا وادیِ نبرد
دہشت سے تھرتھرانے لگا چرخِ لاجورد
گر گر پڑے فرس ہوتے اسوار گرد برد
فرمایا دیکھیں سامنے آوے تو کوئی مرد
تم اور ہمارے منہ پہ لڑائی کا نام لو
ہاں اب تو پھر زبان سے ترائی کا نام لو

۴۲

کثرت پہ فوج کی یہ تکبر ہے یہ غرور
شیروں کے آگے دعویِ جرأت زہے شعور
اچھا قدم بڑھاؤ تو اے صاحبانِ زور
ہم سے نہ دُور تم ہو نہ کچھ ہم ہیں تم سے دُور
سرسبز دیکھیں کون میانِ جدل رہے
کھل جائے گا قرات پہ کس کا عمل رہے

۴۳

پانی پہ ابنِ ساقیِ کوثر سے یہ فساد
اب کیا ہوا وہ شوقِ ہدایت وہ اعتقاد
بھولے ذرا نہیں ہے وصیت نبیؐ کی یاد
اللہ اہلِ بیتِ پیمبرؐ سے یہ عناد
خالق سے پھر کے ہو گئے بندے یزید کے
قائل نہیں ہو مصحفِ ربِّ مجید کے

۴۴

تھوڑی سی فوج جان کے کرتے ہو یہ کلام
آئیں جو ہم ہوا پہ توگل ہو چراغِ شام
روشن ہوا جہاں میں شجاعت کا ہم سے نام
سرکارِ کبریا کا کیا ہم نے انصرام
ہم سے یہ کائنات کا سب بندوبست ہے
وہ خاکسار ہیں کہ فلک ہم سے پست ہے

۴۵

زر کی ہوس میں کعبۂ ایماں سے انحراف
گستاخیاں یہ قبلۂ عالم سے صاف صاف
ہم سے خدا کی شان ہے یہ لاف یہ گزاف
ہو اُمتِ نبیؐ میں خطا اِس سے کی معاف
ٹالا ہے کس غضب کو ترحم بھی دیکھ لو
آگاہ انس و جن ہیں مگر تم بھی دیکھ لو

۴۶

بولے یہ کانپ کانپ کے ڈر ڈر کے روسیاہ
یہ سب بجا ہے اُترے گی لیکن یہیں سپاہ
حاکم کی فوج سب ہے نمک خوار خیر خواہ
دریا کی بند ہووے گی چاروں طرف سے راہ
قبضہ میں آپ کے یہ ترائی نہ ہووے گی
بیعت کیے بغیر صفائی نہ ہووے گی

۴۷

یہ سنتے ہی جلال میں بس آ گیا جری
خورشید کی طرح سے پڑی تن میں تھرتھری
آگے بڑھا بپھر کے ضرغامِ حیدریؑ
دہشت سے تھرتھرانے لگا چرخِ چنبری
مجمع ہوا جو گھاٹ پہ بزنا و پسر کا
آیا غضب میں شیر جنابِ امیرؑ کا

www.emarsiya.com

۴۸

آمادۂ وغا ہوئی جب دو طرف سپاہ
آگے بڑھے علم لیے لشکر کے روسیاہ
دریا میں تھا یہ شور کہ اللہ کی پناہ
کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے حضرت بعزّ وجاہ
تیغیں جو سربلند ہوئیں رزم گاہ میں
اک غل ہُوا بزن کا حسینی سپاہ میں

۴۹

محمل سے جھانک کر یہ سکینہؑ نے دی صدا
کیوں غیظ آ گیا تمھیں عمّو یہ کیا کیا
ہے ہے وغا طلب ہوئے کیوں بانیِ جفا
اترے نہ کربلا میں کہ نازل ہوئی بلا
بدلے میں نیکیوں کے برائی ٹھہر گئی
دعوت یہی ہوئی کہ لڑائی ٹھہر گئی

۵۰

مطلب یہی تھا گھر سے طلب تھی اسی لیے
کیا خوب اہلِ شام نے وعدے وفا کیے
دریا سے اٹھو آتے ہی پیغام یہ دیے
پانی کیا جو بند تو ہم کس طرح جیے
روکیں غضب کو اپنی جوانی کے واسطے
یا آج جان دیویں گے پانی کے واسطے

۵۱

چلّائی رو کے دخترِ خاتونِ روزگار
اے شیر بیشۂ اسدِ حق وفا شعار
تلوار میان سے نہ نکالو بہن نثار
غربت میں ساتھ آئے ہیں اطفالِ شیر خوار
غیظ و غضب ہر آن میں بھیّا نہ چاہیے
خاروں سے جنگلوں کے الجھنا نہ چاہیے

۵۲

محمل سے اب نکلتی ہُوں میں اے مرے غیّور
تم کو کسی سے حجت و تکرار کیا ضرور
ڈر جس کا تھا اسی کا ہوا آخرش ظہور
بھیّا وُہ بات ہو کہ یہ قصہ ہو جس میں دُور
ہو خیر جان کی مرے بھائی کے واسطے
کیوں اُلٹی آستین لڑائی کے واسطے

۵۳

دریافت تو کرو یہ مسلماں ہیں یا نہیں
سب عارفِ پیمبرؐ ذیشاں ہیں یا نہیں
آیا یہ لوگ قائلِ قرآں ہیں یا نہیں
حسب الطلب ہم آئے ہیں مہماں ہیں یا نہیں
پوچھو اسی گروہ سے ہیں یا یہ اور ہیں
اہلِ عرب ہیں کیا یہی دعوت کے طور ہیں

۵۴

واں گفتگو یہ ہوتی تھی رہتے تھے یاں حرم
تلواریں کھنچ گئی تھیں اِدھر اور اُدھر بہم
عباسؑ آئے غصّہ میں کہتے تھے دم بدم
دعوائے جنگ ہے تو بڑھاؤ ادھر قدم
کچھ ہو تو فرق ہو گا کبھی آن بان میں
سبقت نہیں درست یہاں خاندان میں

۵۵

حجت یہ تھی ابھی کہ امامِ غیّور آئے
لینے قدم رفیق بڑھے ذی شعور آئے
نزدیک ناریوں کے جو مانندِ نور آئے
عباسؑ کو حبیب پکارے حضور آئے
دیکھا جری نے مُڑ کے جو رُخ امام کو
کی عرض سرفراز کیا اس غلام کو

www.emarsiya.com

۵۶

کس پیار سے گلے سے لگا کر جری کا سر
بولے یہ مسکرا کے شہنشاہِ بحر و بر
کیا جلد غیظ آ گیا اللہ اس قدر
ہم بھی تو کچھ سنیں کہ یہ کس بات پر ہے شر
پانی پہ کچھ فساد نہ تکرار چاہیے
ان کی خوشی نہیں ہے تو انکار چاہیے

۵۷

وہ امر خاطراً تھا دیا تھا جو اذنِ عام
ہم واقفِ امور ہیں سمجھو ہمیں امام
اب جس طرح ہماری خوشی ہو کرو وہ کام
ہے عین مصلحت کہ نہ ہوں نہر پر خیام
بھیا سفر میں ساتھ ہر اک پردہ دار ہے
بولا جری حضور کو سب اختیار ہے

۵۸

لیکن نہیں ہیں رحم کے قابل یہ اہلِ کیں
آگے جو کچھ رضائے خدا یا امامِ دیں
جز نہر اور امن کا گوشہ نہیں کہیں
آقا یہ سنگدل ہیں جفا کیش ہیں لعیں
یُونہی سہی یہ اپنی برائی کو چھوڑ دیں
ہم بھی کنارہ کش ہوں ترائی کو چھوڑ دیں

۵۹

دریا یہ ہم سے چھینیں گے یا شاہِ خوش خصال
فرمایا مسکرا کے یہ حضرت نے کیا مجال
سب خوب جانتے ہیں کہ تم ہو علیؑ کے لال
شیروں سے گھاٹ چھین لے کوئی یہ ہے محال
کیا پہلے معرکہ لبِ ساحل ہوا نہیں
شیرِ خدا سے کوئی مقابل ہوا نہیں

۶۰

آؤ ہمارے ساتھ چلو ہو چکا فساد
بیکار جاہلوں سے الجھتے نہیں زیاد
الفت نہیں ہے گو کہ انھیں ہے دلی عناد
ہوتی ہے خوب گوشۂ عزلت میں حق کی یاد
وہ بات چاہیے کہ جو راضی خدا رہے
اچھا ہے گر فقیر کا مسکن جدا رہے

۶۱

تکیہ خدا پہ چاہیے انساں کو ہر گھڑی
صد شکر اب تلک کوئی آفت نہیں پڑی
یہ دھوپ روزِ حشر سے چنداں نہیں کڑی
ہے جھیلنا ابھی تو مصیبت بڑی بڑی
آؤ بھی غیظ دُور کرو مانو بات کو
یہ کیا ہیں تم تو لاکھوں سے لو گے فرات کو

۶۲

یہ نہر کوئی چیز ہے کوثر کے سامنے
قطرے کی آبرو نہیں گوہر کے سامنے
پھر ان سے گھاٹ چھیننا لشکر کے سامنے
دشوار کچھ نہیں ہے غضنفر کے سامنے
لازم ابھی نہیں ہے کہ بھائی کو چھوڑ دو
لو ہم عزیز ہیں تو ترائی کو چھوڑ دو

۶۳

بولے یہ ہاتھ جوڑ کے عباسؑ نیک نام
حکمِ حضور سر سے بجا لائے گا غلام
ساحل سے ہے غرض نہ ترائی سے مجھ کو کام
واجب ہر ایک امر میں ہے طاعتِ امام
بُھولا نہیں حضور کا ارشاد یاد ہے
اب کچھ نہیں غلام کو ان سے عناد ہے

www.emarsiya.com

۶۴
بھائی کو ساتھ لے کے شہِ بحر و بر چلے
خورشید کے جلو میں بہتّر قمر چلے
انصار سر جھکا کے اِدھر اور اُدھر چلے
اک شور تھا ترائی سے لو شیرِ نر چلے
تھے سب ملول حکمِ شہِ کائنات میں
سر پیٹتے تھے مردمِ آبی فرات میں

۶۵
دریا سے ہٹ کے ریتی پہ برپا ہوئے خیام
پردہ ہوا اتر گئیں شہزادیاں تمام
کرسی پہ جلوہ گر ہوئے شاہِ فلک مقام
کمروں کو کھولنے لگے انصارِ نیک نام
لشکر کا اس طرف کے اتارا بھی ہو گیا
یاں نہرِ علقمہ سے کنارا بھی ہو گیا

۶۶
صحرا میں جب خیام شہِ انس و جاں ہوئے
رتبہ میں اس کے اوج سے پست آسماں ہوئے
سامانِ قتلِ سرورِ تشنہ دہاں ہوئے
بیعت طلب حسینؑ سے وہ بدگماں ہوئے
بے وجہ سب نبیؐ کے نواسے سے پھر گئے
شبیرؑ کربلائے معلّٰی میں گھر گئے

۶۷
بیعت کی گفتگو رہی ہفتم تلک اِدھر
لاحول بھیجتے رہے سلطانِ بحر و بر
کہتا تھا ہنس کے یوں پسرِ سعدِ خیرہ سر
گر یہ نہیں تو لوٹ لو آلِ نبیؐ کا گھر
نرغہ ہو ہر طرف سے شہِ خوش خصال پر
پانی ہو بند ساقیِ کوثر کے لال پر

۶۸
آفت میں تین روز جو گزرے بصد ملال
آئی شبِ شہادتِ شبیرؑ خوش خصال
راوی نے ہے لکھا شبِ عاشور کا یہ حال
حضرت کو اضطراب تھا اس رات کو کمال
شبخوں کا دھیان ذکرِ الٰہی کی فکر تھی
ناموسِ مصطفیٰؐ کو تباہی کی فکر تھی

۶۹
واں بندوبست گھاٹ کا کرتے تھے اہلِ شام
اور افسرانِ فوج تھے مصروفِ اہتمام
پانی کے بدلے آگ یہاں تھی پسِ خیام
محوِ عبادتِ صمدی تھے شہِ انام
ہمراہ سب امام کے صرفِ سجود تھے
لب پر دعا تھی ذکرِ قیام و قعود تھے

۷۰
خالق سے عرض کرتے تھے سلطانِ کائنات
اس بندۂ حقیر کی ہے شرم تیرے ہات
رکھ لینا آبرو مری اے ربِّ پاک ذات
اس معرکہ میں دے مرے قدموں کو تو ثبات
وعدہ وفا ہو جلد ادا سر سے دَین ہو
نانا سے شرمسار نہ تیرا حسینؑ ہو

۷۱
یارب ہو مرحمت مجھے توفیقِ شکر و صبر
خوش ہو کے اختیار کروں دل پہ ظلم و جبر
مر جائیں سب تڑپ کے نہ روؤں میں مثلِ ابر
غربت میں اپنے ہاتھ سے کھودوں ہر اک کی قبر
قرباں تیری راہ میں جو ارجمند ہو
ناچیز کا یہ ہدیۂ کمتر بلند ہو

www.emarsiya.com

۷۲

مشغول تھے دعا میں یہاں شاہِ بحر و بر
برپا تھا حشر خیمۂ ناموس میں اُدھر
پھرتی تھی اضطراب میں زینبؑ اِدھر اُدھر
کلثومؑ بے حواس تھی بانوؑ تھی ننگے سر
آفت میں مبتلا جو شہِ حق شناس تھے
بچے بھی بھوک پیاس میں سب بے حواس تھے

۷۳

وہ تیرہ شب میں بولنا جنگل کا سائیں سائیں
رستم کے گوش زد ہوں صدائیں تو ہوش جائیں
آفت میں گھر گئے ہیں مسافر کسے بلائیں
بچوں کو اہلِ بیتِ پیمبرؐ کدھر چھپائیں
ڈر ڈر کے گودیوں میں جو بچے دہلتے تھے
مجبور ہو کے سب کفِ افسوس ملتے تھے

۷۴

سب سے زیادہ زینبؑ مضطر کو تھا ہراس
تسبیح ہاتھ میں تھی زباں پر کلامِ یاس
فضہؑ سے رو کے چپکے سے بولی وہ حق شناس
جا کر بلا تو عونؑ و محمدؑ کو میرے پاس
بھولے سفر میں ماں کو عجب کا مقام ہے
کہہ دے کہ جلد آئیں ضرورت کا کام ہے

۷۵

بُرجِ شرف میں آئے جو وہ غیرتِ قمر
فضہؑ نے بڑھ کے حضرتِ زینبؑ کو دی خبر
حسب الطلب حضور کے حاضر ہوئے پسر
ارشاد پھر ہوا کہ بلا لے اِنھیں اِدھر
دم بھر نہ چھوڑیں اب شہِ عالی مقام کو
سُن لیں مگر کلامِ نصیحت نظام کو

۷۶

آئے قریب تر جو وہ رشکِ مہِ منیر
دونوں ورق تھے مصحفِ ناطق کے بے نظیر
تھے نیمچے کمر میں حمائل وہ دلپذیر
کٹتا تھا جن کے خوف سے جلادِ چرخِ پیر
بوٹا سے قد تھے پھرتیاں ہر عضوِ تن میں تھیں
سر پر عمامہ چست قبائیں بدن میں تھیں

۷۷

تسلیم کو جھکے جو برابر وہ نونہال
دے کر دعا بلائیں لیں با شفقتِ کمال
پھر پوچھا خیریت سے تو ہے واں علیؑ کا لال
کچھ مختصر کہو کہ رفیقوں کا کیا ہے حال
اب کس کو فکر آبروئے نام و ننگ ہے
سنتی ہوں میں کہ صبح کو درپیش جنگ ہے

۷۸

دونوں نے ہاتھ جوڑ کے کی عرض ایک بار
جی ہاں حضور خیر سے ہیں شاہِ نامدار
سب نقدِ جاں لیے ہوئے حاضر ہیں جاں نثار
اک اک کے دل میں شوقِ شہادت ہے بے شمار
عاشق ہیں تشنہ کام ہیں اور سرفروش ہیں
گردوں بھی سرنگوں ہے وہ جوش و خروش ہیں

۷۹

تھوڑے تو ہیں حضور مگر سب دلیر ہیں
جرار ہیں جری ہیں بہادر ہیں شیر ہیں
سب آن ہے فوجِ کیں کے زبردست زیر ہیں
ہے ولولہ جہاد کا جینے سے سیر ہیں
کھیلے ہوئے ہیں جانوں پہ اس آن بان سے
فوجِ عدو کو تکتے ہیں شیروں کی شان سے

www.emarsiya.com

۸۰

گھبرا رہے ہیں بس کہ کہیں جلد ہو سحر
مشغول ہیں طلایہ میں عباسؑ نامور
سب مستعد ہیں جنگ پہ باندھے ہوئے کمر
گردِ خیام پھرتے ہیں ثابت قدم ادھر
انصار کو نہ خوف ہے کچھ نہ ہراس ہے
اقبالِ شاہ دیں سے ہر اک باحواس ہے

۸۱

بیٹوں سے سُن چکیں جو مفصّل یہ ماجرا
بولیں جزائے خیر انھیں دے مرے خدا
فرمایا اب بیان کرو اپنا مدّعا
میدانِ کارزار میں کل تم کرو گے کیا
واں بندوبستِ جنگ ہے سامانِ رزم ہے
لو مجھ سے کہہ دو واری تمھارا ابھی عزم ہے

۸۲

ہم چشم اور بھی تو کئی طفل ہیں صغیر
مسلمؑ کے دونوں لال ہیں رشکِ مہِ منیر
ہمت میں بے عدیل شجاعت میں بے نظیر
تیروں کے سامنے سے نہ ہوں گے وہ گوشہ گیر
آتے ہیں کم سنی میں اگر آن بان پہ
بچّے بھی کھیل جاتے ہیں شیر دل سے جان پہ

۸۳

نانا کا سن یہی تھا ہوئی تھی جو کارزار
جنگِ اُحد میں مارے تھے ناری کئی ہزار
دو تھا بس ایک ہاتھ میں مرحب سا نامدار
باگوں کو پھیر پھیر کے بھاگے تھے شہسوار
راہیں اماں کی تیغ کی ناہوں سے بند تھیں
ہر سو سے آفریں کی صدائیں بلند تھیں

۸۴

تم بھی اسی طریقہ سے کل کیجیو جہاد
رہ جائے سب کو معرکہ بدر و اُحد کا یاد
مارے جو شمر کو تو بر آتے دلی مراد
مثلِ رسولؐ قبلۂ عالم ہوں تم سے شاد
کرّار صف شکن ہیں جری ہیں دلیر ہیں
وہ بھی تو جانیں کچھ کہ یہ شیروں کے شیر ہیں

۸۵

بولے یہ ہاتھ جوڑ کے دونوں وہ رشکِ ماہ
اقبال سے حضور کے کیا ہیں یہ رُوسیاہ
جچتی نہیں غلاموں کی نظروں میں یہ سپاہ
اذنِ جہاد دیں تو شہنشاہِ دیں پناہ
سن لیں ابھی جو حکم شہِ خاص و عام کو
ہم صبح ہوتے ہوتے اُلٹ دیں گے شام کو

۸۶

باتیں ابھی یہ کرتے تھے ماں سے وہ خوش خصال
آیا حرم میں جیسے ہی شبیرؑ کا نونہال
ماں گِرد پھر کے پیار سے بولی بصد ملال
میں منتظر تھی دیر سے اے مجتبیٰ کے لال
کیا مشورہ ہے سنتے ہو کس کس کا ذکر ہے
بیٹا ضعیف ماں کی بھی کچھ تم کو فکر ہے

۸۷

کل صبح ہوگی معرکہ آرائیِ جہاد
بچپن میں تم بھی دیجیو مردانگی کی داد
صدقے چچا پہ ہو تو بر آتے دلی مراد
جنّت میں رُوح ہو حسنؑ مجتبیٰ کی شاد
ماں صدقے کم سنی میں جو کچھ تم سے کام ہو
آفاق میں بلند بزرگوں کا نام ہو

www.emarsiya.com

۸۸

مارے ہیں جد نے مرحب و عنتر سے پہلوان
سرمہ کیے ہیں دیو کے چٹکی سے استخوان
نام آورانِ کفر کے اب ہیں کہیں نشان
شیرِ خدا کی جنگ میں اللہ رے آن بان
تکبیر کی صدا کے جو ہر دم خروش تھے
کعبہ میں بُت بھی خوف سے حلقہ بگوش تھے

۸۹

مشہور ہے جہان میں شیرِ خدا کی جنگ
لاکھوں سے بھی وغا میں نہ کی آپ نے درنگ
چلتے تھے چار سمت سے گو نیزہ و خدنگ
پر تھے وہی حواس وہی رنگ نے نگ ڈھنگ
للکارا گر کسی نے جو وار اس کا روک کے
حربہ کیا ھزار میں دشمن کو ٹوک کے

۹۰

کیا سر اٹھانے پاتے تھے گردن کشانِ کفر
گردن سے کھینچ لی تھی بتوں کی زبانِ کفر
ہر دم علیؑ کے ڈر سے نکلتی تھی جانِ کفر
کعبے سے کس ولی نے مٹایا نشانِ کفر
جو سرکشانِ دہر تھے وہ آج پست ہیں
اب کچھ پتا بھی ہے کہ کہاں بُت پرست ہیں

۹۱

مدت کے بعد آیا ہے ہنگامِ کارزار
قربان جاؤں کیجیو بڑھ بڑھ کے اپنے وار
روحِ حسنؑ سے ہو زنِ بیوہ نہ شرمسار
میداں سے کل بھگا دیجیو فوجِ جفا شعار
ماں صدقے مستعد رہو ہر وقت جنگ پر
تم بھی جہاد کیجیو دادا کے ڈھنگ پہ

۹۲

نامی اُدھر جو فوجِ مخالف میں ہوں بڑے
لاکھوں میں چاہیے ہے انہی سے نظر لڑے
حملے دمِ نبرد وہ کیجو کڑے کڑے
جا کر نشانِ مرتضوی شام میں گڑے
ایسے لڑو کہ روم سے غل تا بہ شام ہو
مردوں میں آبرو ہو شجاعت میں نام ہو

۹۳

ماں کے کلام سن کے یہ بولا وہ ذی شعور
اللہ آپ ہم کو سمجھتی نہیں غیور
کچھ اس قدر تو صبحِ شہادت نہیں ہے دُور
گر سر نہ دیں تو منہ کو نہ دکھلائیں گے حضور
عمو سے ہم عزیز کریں گے نہ جان کو
کیا کھوئیں گے گھرانے کی اِس آن بان کو

۹۴

ہم تو ہیں سر کٹانے کو حاضر خدا کی شان
پالا ہے جس نے آج انھیں کو نہیں ہے دھیان
ہووے گا رزم گاہ میں کل سب کا امتحان
بارہ برس کا سِن ہوا بس ہو چکے جوان
فضلِ خدا سے جوشن و برناؤ پیر ہیں
عاقل ہمیں کہے گا کوئی یہ صغیر ہیں

۹۵

بچپن کے سِن وہ اور ہی ہوتے ہیں اے جناب
موسم یہی بہار کا ہے آمدِ شباب
طاقت میں آج فرد ہیں جرأت میں انتخاب
کیا ہمسری کرے گا کوئی خانماں خراب
پھٹ کر گرے فلک جو زمیں پر سنبھال لیں
برجِ اسد میں شیر کی آنکھیں نکال لیں

www.emarsiya.com

۹۶
باتیں یہ تھیں کہ اکبرِ عالی جناب آئے
سب اٹھ کھڑے ہوئے کہ رسالتمآب آئے
باہر سے کچھ خموش جو گھر میں شتاب آئے
ماں بولی کیوں کدھر کو بصد اضطراب آئے
بیٹا یہ حشر کیسا ہے کیا واردات ہے
کچھ آج کی یہ شب تو قیامت کی رات ہے

۹۷
کیوں فیصلہ ہوا کہ نہیں فوجِ شام سے
تم نے بھی کچھ سُنا رفقائے امام سے
دھڑکوں میں اب تلک ہمیں گزری ہے شام سے
بچے دہل رہے ہیں لڑائی کے نام سے
آتی ہے بُو لہو کی ہوا کے مشام میں
اکبر یہ تیر آئے ہیں کیسے خیام میں

۹۸
ہیں گودیوں میں ماؤں کے بچے یہ جاں بلب
ممکن نہیں جو صحن میں بیٹھیں نکل کے سب
پانی کا قحط پیاس میں گرمی کا یہ تعب
نازوں کے پالے پڑ گئے آفت میں ہے غضب
مجرم وہ ہیں جو صاحبِ عقل و شعور ہیں
اچھا یہ شیرخوار تو سب بے قصور ہیں

۹۹
ہے بارشِ خدنگ یہ گرمی ہے الاماں
چھپنے کو کوئی امن کا گوشہ نہیں یہاں
ابرو کمان سہم کے ہوتے ہیں نیم جاں
چلا کے ڈر سے رو نہیں سکتی ہیں بیبیاں
ہے ہے مصالحت نہ ہوئی جنگ ٹھن گئی
جنگل میں کیسی بچوں کی جانوں پہ بن گئی

۱۰۰
آئے خدا نخواستہ گر شہ پہ وقتِ بد
قرباں جاؤں کیجیو تم باپ کی مدد
واری اسی کی چاہیے ہر وقت جد و کد
بچ جائے صبح تک تو پسرِ ضیغمِ صمد
تدبیر وہ کرو کہ یہ رنج و بلا ٹلے
سر پر سے آفتِ پسرِ مصطفےٰ ٹلے

۱۰۱
روتا ہے کون دشتِ مصیبت میں زار زار
کرتا ہے کون ہائے کے نوحے یہ بار بار
کس کی صدا یہ ہے میرے بیٹا ترے نثار
شاید جنابِ فاطمہ زہراؑ ہیں بے قرار
ایسا نہ ہو ہوائے زمانہ بری چلے
وہ کیوں نہ روئے جس کے گلے پر چھری چلے

۱۰۲
بیٹا ضرور کچھ نہ کچھ آفت سحر کو ہے
روشن یہ دل پہ ہے کہ مصیبت سحر کو ہے
خود شب گواہ ہے کہ قیامت سحر کو ہے
فرزندِ فاطمہ کی شہادت سحر کو ہے
بیٹا تباہی آئی ہے احمدؐ کی آل پر
صدقے ہو جا کے فاطمہ زہراؑ کے لال پر

۱۰۳
بولا یہ ہاتھ جوڑ کے نوبادۂ امام
خود شام سے اسی کے تردد میں ہے غلام
واں مستعد ہے جنگ پہ افواجِ میرِ شام
یاں کم ہیں ناصرانِ امامِ فلک مقام
تھی آرزو یہی جو اجازت ہو آپ کی
تیغوں میں جاں نثار پسر ہووے باپ کی

www.emarsiya.com

۱۰۴
شکرِ خدا کہ آپ کا ایما بھی ہے یہی
خادم کی ہم سنوں میں بڑی آبرو بڑھی
ہاں کر لے امتحانِ شجاعت کوئی ابھی
تنہا جو فوجِ کیں کو بھگا دوں میں تو سہی
دو دن سے اہلِ شام تلے ہیں فساد پر
اب ہم سبھوں سے جائیں گے پہلے جہاد پر

۱۰۵
سالاری میرے نام پہ لشکر کی ہے حضور
ہم سن بڑے غیور ہیں کیا ہم نہیں غیور
جو دل میں ہے زباں سے کہنا وہ کیا ضرور
اتاں سحر کو آپ ہی ہو جائے گا ظہور
اذنِ جہاد لے کے جو میداں میں جائیں گے
سب عہد کر چکے ہیں کہ زندہ نہ آئیں گے

۱۰۶
باتیں یہ تھیں کہ صبح کا تارا عیاں ہوا
مغرب کی سمت لشکرِ انجم رواں ہوا
وہ چند اور حُسنِ رُخِ کہکشاں ہوا
تا چرخ سر بلند جو شورِ اذاں ہوا
دنیا تمام نور سے معمور ہو گئی
وہ رات صبح ہوتے ہی کافور ہو گئی

۱۰۷
وہ پھولنا شفق کا وہ صحرا وہ سبزہ زار
خود رو وہ گل کھلے ہوئے وہ موسمِ بہار
صحرا کے طائروں کا چہکنا وہ بار بار
گلزارِ کربلا میں پپیہے کی وہ پکار
جھونکے نسیمِ صبح کے لہریں فرات کی
تڑکا وہ نورِ صبح کا خنکی وہ رات کی

۱۰۸
چلنا صبا کا دشت میں نازاں وہ دمبدم
پھیلی ہوئی وہ چار طرف نکہتِ ارم
وہ بلبلوں کی زمزمہ پردازیاں بہم
پنجے کی وہ لچک وہ سرافرازیٔ علم
باہم مقابلہ میں وہ لشکر کھڑے ہوئے
دونوں طرف نشانوں کے جھنڈے گڑے ہوئے

۱۰۹
گلہائے ارغواں کا مہکنا وہ بار بار
بلبل کا عشقِ گل میں چہکنا وہ بار بار
بیخود صبا کا ہو کے بہکنا وہ بار بار
سبزے کا بیخودی میں لہکنا وہ بار بار
شبنم سے تھا بھرا جو کٹورہ گلاب کا
دھویا نسیمِ صبح نے منہ آفتاب کا

۱۱۰
دیکھے سحر کے طور تو اُٹھے شہِ امم
اور کی ادا نمازِ جماعت بچشمِ نم
عصمت سرا میں آئے جو مولائے باکرم
شہزادیاں گریں قدمِ پاک پر بہم
کبرآ گلے سے شاہ کے آ کر چمٹ گئی
روتی ہوئی کمر سے سکینہؑ لپٹ گئی

۱۱۱
بولی یہ رو کے دخترِ خاتونِ روزگار
اب قصد کیا ہے آپ کا بھیا بہن نثار
فرمایا شاہِ دیں نے جو مرضیٔ کردگار
جز صبر اور کچھ نہیں بندہ کا اختیار
زہراؑ کا لال پیشِ خدا سرخرو رہے
زینبؑ دعا کرو کہ مری آبرو رہے

www.emarsiya.com

۱۱۲
غربت میں گھر کے لٹنے کا ھرگز نہیں خیال
رکھتا نہیں ہوں کچھ میں جہاں کا متاع و مال
جنگل میں سب چمن مرا ہو جائے پائمال
بے پردہ میرے آ گئے نہ ہو مصطفےٰؐ کی آل
پردیس میں نہ عترتِ اطہار قید ہو
بچہ کوئی نہ شیرِ الٰہی کا صید ہو

۱۱۳
ہے عہد کبریا سے نہ سر دیں تو کیا کریں
جی چاہتا ہے آج سبھی گھر فدا کریں
ہم شکر کردگار کریں وہ جفا کریں
کیونکر امام ہو کے نہ وعدہ وفا کریں
محشر میں انبیا سے بھی رتبہ بلند ہو
وہ بات کیجئے کہ خدا کو پسند ہو

۱۱۴
محضر یہ ہو چکی ہے رسولؐ زمن کی مہر
زہراؑ کی مہر ہے شہِ خیبر شکن کی مہر
بعد اس کے میری مہر ہے بھائی حسنؑ کی مہر
بس خاتمہ ہوا جو ہوئی پنجتن کی مہر
حق نے سند یہ لی ہے گواہی کے واسطے
تم آج رو رہی ہو تباہی کے واسطے

۱۱۵
بولی یہ بنتِ فاطمہ زہراؑ بدرد و آہ
بہتر وہی ہے جس میں کہ راضی رہے اللہ
لوٹیں گے بعد آپ کے ہم کو یہ روسیاہ
سیدانیوں کا قافلہ ہو جائے گا تباہ
فوجِ عدو میں اہلِ حرم ننگے سر پھریں
بھیا یہی خوشی ہے کہ ہم در بدر پھریں

۱۱۶
بھولی ہوئی تھی سب الم و صدمہ و محن
جب دیکھتی تھی آپ کی صورت یہ خستہ تن
کہتی تھی میں جہاں میں سلامت ہیں پنجتن
کیوں بھائی کس کی آس پہ بیٹھے گی اب بہن
میں عرض صاف کرتی ہوں ہاتھوں کو جوڑ کر
جاتے ہیں آپ کس پہ بھرے گھر کو چھوڑ کر

۱۱۷
مجھ سے یہ صبر ہو گا نہ بھیا بہن نثار
دل ذکر سن کے ہوتا ہے سینہ میں بیقرار
رخصت دوں آپ کو یہ نہ ہووے گا زینہار
باہر قدم دھرا تو جیتے گی نہ سوگوار
یہ غم نہ اب امامِ زمن دے کے جائیے
مر لوں تو مجھ کو غسل و کفن دے کے جائیے

۱۱۸
شہ نے بہن کے رخ پہ بحسرت نگاہ کی
دیکھا فلک کو یاس سے اور دل سے آہ کی
فرمایا کیوں یہ کیا ہے جو حالت تباہ کی
روکو نہ راہ دلبرِ شیرِ الٰہ کی
لاشے ابھی تو لے کے کئی بار آئیں گے
رو لیجو وقتِ عصر جو مرنے کو جائیں گے

۱۱۹
پیٹو نہ سر کو بہرِ رسولؐ زمن بہن
عاشق بہن غریب بہن کم سخن بہن
غربت زدہ بہن مری تشنہ دہن بہن
صدقے میں تیرے حالِ رنج و محن بہن
کھوٹی کرو نہ روک کے منزل فقیر کی
زینبؑ تمہیں قسم ہے جنابِ امیرؑ کی

www.emarsiya.com

۱۲۰

بس اے انیسؔ دیکھ لیا ہم نے رنگِ نظم
مضموں بندھے نہ باندھ کہ ہے اس میں ننگِ نظم
گو شوق اب نہیں ہے وہ اور نہ ترنگِ نظم
پر خوب سلسلہ ہے عجب ہے یہ ڈھنگِ نظم
اس کے صلے ملیں گے تجھے جانبین سے
تحسین سامعین سے جنت حسینؑ سے